مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی
استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

شیخ الحدیث مولانا انظر شاہ کشمیریؒ کا شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور مولانا سمیع الحق مدظلہ کیساتھ عقیدت وتعلق خاطر مکاتیب کے آئینہ میں

(مولانا انظر شاہ کشمیری بنام مولانا سمیع الحق)

قضائے الٰہی بلا امتیاز ادنیٰ آدمی سے لے کر پیغمبر تک سب کے دروازے پر دستک دیتی ہے۔ ہر کسی کو فنا کے پردے میں جانا ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ان الموت الذی تفرون منہ فانہ ملقیکم

''جس موت سے تم راہ فرار اختیار کرتے ہو' وہ تمہیں ضرور پالے گی''

فلک جام وجہاں ساقی اجل مے   خلائق بادہ نوش مجلسِ وے

خلاصی نیست اصلا ہیچ کس را   ازیں جام وازیں ساقی ازیں مے

بعض لوگوں کی رحلت ان کے اہل خانہ کے لئے نقصان کا باعث ہوتی ہے اور بعض کا گاؤں' شہر اور علاقہ کے لوگوں کے لئے جب کہ بعض کی موت سے پوری کائنات کو نقصان ہوتا ہے۔ موت العالِم موت العالَم۔ زمانہ جتنی تیزی سے قیامت کی طرف بڑھ رہا ہے اتنی ہی تیزی سے بڑے بڑے جبال علم وعمل رخصت ہوتے جارہے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند (وقف) کے شیخ الحدیث مولانا انظر شاہ کشمیریؒ بھی ۲۶؍اپریل ۲۰۰۸ء بروز ہفتہ اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کی اندوہناک خبر اخبار سے علم میں آئی۔ نماز جنازہ مولانا سالم قاسمی' مہتمم دیوبند نے پڑھائی۔

آپ محیر العقول حافظے کے عظیم محدث علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے سب سے چھوٹے فرزند رشید تھے۔ شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنیؒ ' حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ' مولانا اعزاز علیؒ' مولانا مفتی کفایت اللہؒ اور دیگر اکابرین دیوبندؒ کی سیرت وسوانح' احوال واقعات اور کمالات کا ذکر خیر بچپن ہی سے سن شعور سے قبل گھر میں جد مکرم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ سے سنتے آئے ہیں۔ اگر میں یوں کہوں کہ دیوبند اور اکابرین دیوبند سے عقیدت و محبت' ہمیں گھٹی میں پلائی گئی تو غلط نہ ہوگا۔ ان اکابرینؒ کو دیکھنے کا موقع تو نصیب نہیں ہوا' تاہم ان کی مجالس کی باتیں انتہائی عقیدت واحترام کیساتھ اساتذہ اور خصوصاً شیخ الحدیثؒ سے سنتے آئے ہیں۔

احب الصالحین ولست منہم   لعل اللہ یرزقنی صلاحاً

۔ اکابرین دیوبند میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی جامعیت' تبحر علمی' ذکاوت وذہانت' تفقہ وتدین اور بے نظیر حافظہ کے

فقید المثال واقعات علماء اور عوام میں زبانِ زدِ خاص و عام ہیں۔ مولانا انظر شاہ کشمیریؒ بھی الولد سر لابیہ کے مصداق، عظیم علمی مقام پر فائز تھے۔ ان کے مختصر حالات کچھ یوں ہیں:

پیدائش: ۱۴ر شعبان ۱۳۴۷ھ بمطابق ۱۹۲۷ء شب برات کو ہوئی۔

تعلیم و تعلم: سن شعور کو پہنچتے ہی دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے۔ اور ابتدائی درجات سے لے کر فراغت تک دارالعلوم دیوبند سے مربوط رہے۔ دینی تعلیم کے علاوہ عصری تعلیم ایف اے، ادیب فاضل، اور پھر عربی فاضل کی اسناد امتیازی نمبروں سے حاصل کیں۔ **فراغت:** ۱۹۵۳ء میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے۔

تدریس: تکمیل علوم کے فوراً بعد ۱۹۵۴ء میں دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت استاد تقرری عمل میں آئی۔ ۱۹۵۴ء سے ۱۹۸۲ء تک یہیں رہے اور بعد میں جب دیوبند کی تقسیم ہوئی تو دارالعلوم دیوبند (وقف) کے ساتھ تادم وفات منسلک رہے۔ دارالعلوم دیوبند کے عظیم مسند حدیث پر بطور شیخ الحدیث کئی عشروں تک خدمات انجام دیں۔ اس دوران ہزاروں طلباء آپ سے مستفید ہوتے رہے۔

بیعت وارشاد: روحانیت سے وابستگی انہیں ورثے میں ملی۔ سب سے پہلے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بیعت ہوئی۔ ان کی وفات کے بعد شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے ساتھ تعلق قائم ہوا۔ اس کے بعد حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ سے خلعت خلافت ملی۔

تصنیف و تالیف: تعلیم و تدریس کے علاوہ تحقیق و تصنیف کے میدان میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپکو بے مثال خوبیوں سے نوازا تھا، ایک درجن سے زائد تصانیف فرمائیں۔ کچھ زمانے تک شعر و شاعری کا مشغلہ ''یورش'' کے تخلص سے رہا۔

مجلس احرار اسلام ہند: آپ مجلس احرار اسلام ہند کے سرپرست تھے، اور تحفظ ختم نبوت کے مشن میں والد کی طرح پوری توانائی کے ساتھ معروف تھے۔ اسی مقصد کے لئے ہندوستان میں فتنہ قادیانیت کی بیخ کنی اور محاسبہ و تعاقب کے لئے احرار اسلام کو منظم کیا۔

اولاد: آپ کی اولاد میں ایک بیٹا مولانا احمد خضر شاہ مدظلہ، فاضل دیوبند ہیں، جو ۱۹۸۱ء سے دارالعلوم میں تفسیر و حدیث پڑھا رہے ہیں اور ساتھ ہی نائب ناظم تعلیمات بھی ہیں۔ ان کے علاوہ چھ بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔

مولانا انظر شاہ کشمیریؒ کا جدِ مکرم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے ساتھ انتہائی عقیدت و احترام کا تعلق رہا۔ اس کا بیان احقر سے سننے کے بجائے خود ہی ان کے خطوط میں ملاحظہ فرمائیں گا۔ اسی طرح حضرت عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے ساتھ ان کے قریبی برادارنہ اخلاص پر مبنی ربط و تعلق رہا۔ مجلہ الحق کے ساتھ انکی وابستگی بھی ان کے خطوط میں واضح ہو کر سامنے آئے گی۔ موصوف کا دارالعلوم حقانیہ میں ورود ایک ہی دفعہ ہوا تھا۔ دارالعلوم حقانیہ میں

آپؒ کیلئے اجتماعی فاتحہ خوانی اوررفع درجات کی دعائیں کی گئیں۔رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ احقر کا حقانیہ کی طرف سے تعزیت کے لئے ہندوستان دارالعلوم دیوبند جانے کا بھی ارادہ ہے' لیکن افسوس کہ ویزوں کے طویل جھنجٹوں اوردونوں ممالک کی باہمی چپقلش کی وجہ سے یہ ممکن نہیں ہو پا رہا ہے۔

مکتوبات مشاہیر پون صدی کی تاریخ:

اپنے اصل موضوع کی طرف آنے سے قبل واضح کردوں کہ یہ خطوط جس ذخیرے سے لئے گئے ہیں وہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے نام برصغیر اور عالم عرب وغرب کے ہزاروں مشاہیر اکابر علماء' ادباء' زعماء' سیاستدانوں' حکمرانوں اور صحافیوں کے خطوط کا مجموعہ ہے' جو پون صدی کے علم وادب' جہاد و سیاست' اور عالم اسلام کے مدوجزر کی تاریخ پر مبنی ہے۔ جسے عنقریب ان شاء اللہ شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ ان دنوں خودان مکاتیب کی تدوین وترتیب مکتوب نگاروں کے مختصر احوال وحواشی اور واقعاتی پس منظر تحریر کرنے کے کام میں مصروف عمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ عظیم علمی' تحقیقی' تاریخی' دینی وادبی کام جلد سے جلد منظر عام پر آئے۔(امین)

۱۷مئی ۱۹۷۸ء برادرمکرم ومحترم ، زیدمجدہ! سلام مسنون ، گرامی نامہ پہونچا۔

نقش دوام' سوانح علامہ کشمیریؒ کا ارسال: واقعۃً آپ کو نقش دوام کا نہ پہونچنا بڑی کوتاہی ہے یہ آپکی محبت وتعلق خاطر کی بات ہے کہ آپ نے مطالبہ سے سرفراز فرمایا۔ کتاب کو قیمتاً بھیجنے کا کوئی سوال ہی نہیں ہدیۃً وبرائے تبصرہ آپکو عنقریب پہونچ جائیگی کسی مناسب ذریعہ کا منتظر ہوں اگر کوئی کارآمد وسیلہ بہم پہونچا تو اسکی معرفت ورنہ ڈاک سے روانہ کرونگا۔

ماہنامہ ''الحق'' کی ترسیل کی فرمائش: مگر اسکو یادر کھئے کہ میں نے ایک بار آپ سے عریضہ کے ذریعہ''الحق'' کی درخواست کی تھی جسکی کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ حالانکہ میں ''الحق'' کے مطالعہ سے بھی محروم ہوں آپکے والد ماجد مغتنمات روزگار میں سے ہیں انکی صحت وعافیت ودرازی عمر ہر قریب و بعید کی تمنا وآرزو ہے۔ خدائے تعالیٰ انکو عافیت عطا فرمائے اوراس ظل عاطفت کو درازی نصیب ہو۔ انکی خدمت میں میرا نیاز مندانہ سلام عرض کریں۔

والسلام انظر شاہ

۱۲۷ستمبر ۱۹۷۸ء برادرم عزیز مولانا سمیع الحق صاحب زیدلطفہ ، سلام مسنون! الحق کا شمارہ برائے رمضان المبارک موصول ہوا۔ اسمیں ''جگ بیتی اورآپ بیتی'' کا ایک عنوان ہے جوخان غازی کابلی کے قلم سے ہے۔

علامہ کشمیری کا تعلق پٹھانوں سے جوڑنا غلط: والد مرحوم سے متعلق یہ تحریر اکاذیب، اغلوطات کا مجموعہ ہے۔ اس خدا کے بندے کو یہ بھی معلوم نہیں کہ والد مرحوم کی پیدائش انکی ننہیال ''دودھوان'' میں ۱۲۹۲ھ میں ہوئی ہے۔ دودھوان وادئ لولاب پر واقع ہے نہ کہ وادئ نیلم یا نیلاب میں۔ میرے دادا مرحوم مولانا معظم شاہ صاحب مظفر آباد سے موضع ''ورنو'' میں منتقل ہوگئے تھے یہ وادئ لولاب ہی میں واقع ہے۔ دیوبند کے داخلہ کے وقت صرف ایک بار انہوں نے مظفر آبادی لکھا ہے بعد کے تمام رجسٹروں میں والد مرحوم کے ساتھ کشمیری ہی لکھا ہوا ہے۔ خان غازی کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ خود مظفر آباد بھی کشمیر میں شامل ہے۔ پھر اللہ کے بندے نے میرے بہنوئی مولانا احمد رضا صاحب کو ''پٹھان'' لکھدیا حالانکہ وہ نجیب الطرفین سادات میں سے ہیں۔ اور انکا شجرہ محفوظ ہے۔ ہماری کوئی بہن پٹھانوں میں نہیں گئی اور نہ پٹھانوں سے اول وآخر میں کوئی قرابت ہے۔ یہ تصریحات حقائق کو محفوظ رکھنے کیلئے ہیں۔ عیاذا باللہ پٹھانوں کو کمتر سمجھنے کے جذبہ کو ظاہر نہیں کرتیں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔ اسی شمارہ میں مولانا عبداللہ صاحب شجاع آبادی کے بھی ملفوظات ہیں۔ اسمیں بھی کافی غلطیاں ہوگئیں مثلاً حضرت نانوتویؒ کا ایک واقعہ کہ ''انکی خدمت میں گنگوہ سے ایک حجام آیا تو انہوں نے اسکا پرتپاک خیر مقدم کیا اور آنیوالے کی رونمائی یہ کہتے ہوئے کراتے تھے کہ میرے مرشد کی بستی سے آیا ہے'' حالانکہ حضرت کے مرشد ''تھانہ بھون'' کے ہیں نہ کہ ''گنگوہ'' کے، انہیں ملفوظات میں رسول اکرم ﷺ کو ''یار'' سے تعبیر کیا گیا ہے یہ تعبیر سقیم بھی ہے اور سوء ادبی کی مظہر بھی، حضرت گنگوہیؒ سے بھی متعلق بعض واقعات غلط درج کیے گئے ہیں۔ حیرت ہے کہ آپ جیسے ذکی، فاضل اور باخبر مدیر کی ادارت میں شائع ہونیوالے مجلّہ میں یہ خرافاتی قصے حقائق بن کر کیسے شائع ہوگئے انکی تردید ضروری ہے۔ خصوصاً والد مرحوم سے متعلق افراد تو شدید تردید کا مطالبہ کرتے ہیں۔ احقر آپکی خدمت میں ''نقش دوام'' بھی پیش کر چکا ہے۔ پھر یہ اغلاط کیسے شائع ہوگئے؟ یا سبحان اللہ الحق میں اور یہ الکذب۔

امسال یہ ذرہ بے مقدار عازم حرمین شریفین ہے۔ اگر آپ تشریف فرما ہوں تو اطلاع دیجئے تا کہ شرف نیاز حاصل کرسکے۔ ساہیوال میں ہونیوالے اجلاس برائے دارالعلوم کی شرکت کی دعوت ملی ہے اسمیں شرکت کا وعدہ بھی کرلیا لیکن دیوبندی اکابرین نے حج کے بعد رکھنے کی درخواست کی ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کی زیارت کی تمنا: سفر پاکستان کے موقعہ پر اکوڑہ خٹک کی زیارت کی تمنا قلب کی بڑی آرزو ہے۔ آپکے والد ماجد دیوبند تشریف رکھتے تھے تو دور سے انکی زیارت کا شرف نصیب ہوتا۔ شکل وصورت محفوظ ہے لیکن خاکسار اس وقت جاہلیت کے دور سے گزر رہا تھا یعنی انگریزی پڑھ رہا تھا اسلئے حضرت موصوف سے ہمنشینی وہم کلامی کا شرف بھی نصیب عاجز نہ تھا۔ خدائے تعالیٰ انکے ظل ظلیل کو آپ اور خدام پر طویل تر فرمائے۔ میری جانب سے انکی خدمت اقدس میں نیاز مندانہ سلام پیش کردیں۔ نقش دوام پر آپکا تبصرہ باصرہ

نواز نہیں ہوا انتظار ہے اور رہے گا۔ نضر الله وجهك يوم القيامة ووفقك الله لسماع الحق وقدسماك الله تعالىٰ سميع الحق فعليك سماع الحق۔

والسلام واکرام۔ انظر شاہ کشمیری (مدرس دارالعلوم دیوبند صاحبزادہ مولانا انورشاہ کشمیریؒ)

۲۵/ستمبر ۱۹۷۹ء ۔ برادرم مولانا سمیع الحق صاحب۔ سلام مسنون۔ امید ہے کہ مزاج سامی بعافیت ہوگا۔ الحق برابر پہنچ رہا ہے۔ بلکہ اس کا بڑا انتظار رہتا ہے۔ الحمدللہ دینی، مذہبی، اخلاقی، ہر ہر گوشہ پر مضامین مل جاتے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر بے حد خوشی ہوتی ہے۔

''الحق'' کا شدت سے انتظار: پرچہ ماشاء اللہ اپنی گوناگوں خصوصیات کیوجہ سے بہت پسندیدہ ہے اور بے حد مقبول ہے۔ جب آجاتا ہے تو اسے بعد مطالعہ ہی رکھنے کو جی چاہتا ہے۔ صد سالہ کی تیاریاں زور و شور سے ہو رہی ہے۔ دعاؤں کی ضرورت ہے کہ یہ اجلاس دارالعلوم کے شایان شان ہو جائے اور قاسمی برادری بلکہ مسلمانان ہند و پاک کو اس سے بیحد فائدہ ہو۔ مولانا سالم صاحب تو پاکستان تشریف لے گئے ہیں۔ میرے ایک عزیز شاگرد جو دارالعلوم کے فاضل ہیں اور جامعہ طبیہ دارالعلوم دیوبند کے سال چہارم کے طالب علم ہے انہوں نے ایک مضمون اکابر دارالعلوم کی ان خدمات پر جو اردو ادب کے سلسلہ پر ہیں تحریر کیا ہے۔ مضمون بہت پسند کیا گیا یہاں یوپی کے اجلاس کے موقع پر پڑھا گیا۔ اور لوگوں کا تو یہ خیال بھی ہوا کہ اس موضوع پر مستقل کتاب تیار کی جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ یہ مضمون روانہ کر رہا ہوں۔ الحق کی کسی قریبی اشاعت پر اسکو شائع فرمادیں۔ انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا اور اکابر دارالعلوم کی ایک خدمت ہوگی۔ قبلہ والد صاحب کی خدمت پر سلام مسنون عرض کردیں۔ والسلام انظر شاہ

صفر/۱۳۹۹ھ برادرم محترم مولانا سمیع الحق صاحب زید لطفہ۔ سلام مسنون! ''الحق'' کا شمارہ برائے صفر المظفر ۱۳۹۹ھ نظر افروز ہوا۔ اس وساطت سے خان غازی کابلی (۱) کے تازہ افکار سے واقفیت ہوئی۔

شیخ الحدیثؒ کی ڈاکٹریٹ کی ڈگری کا قبول کرنا ڈگری کا اعزاز ہے: آپ کے والد ماجد کیلئے ڈاکٹریٹ کی ڈگری پر مبارکباد پیش کرنے کی خاطر عریضہ لکھنا چاہتا تھا' لیکن دارالعلوم دیوبند کے سابق مدیر اہتمام مولانا حافظ احمد صاحبؒ کیساتھ پیش آمدہ ایک واقعہ تردد کا موجب رہا' سنا ہے کہ حافظ صاحب کو برطانوی سرکار سے جب ''شمس العلماء'' کا خطاب ملا تو متعلقین میں سے ہر ایک نے مبارکباد پیش کی۔ لیکن مرحوم کے خاص الخاص حاشیہ

---

(۱) دہلی کے جناب خان غازی کابلی پراگندہ افکار سے الحق کو نوازتے رہے اس سلسلہ میں انہوں نے حضرت علامہ انورشاہ کشمیریؒ کا شجرہ پٹھانوں اور افغانوں سے جوڑا اس خط میں مکتوب نگار نے اس کا بھرپور تعاقب کیا۔

نشین مشہور مناظر مولانا مرتضیٰ صاحب چاند پوریؒ ہدیہ تبریک پیش کرنے کیلئے حاضر نہ ہوئے۔ بجانب دیگر حافظ صاحب بے حد حساس طبع و نازک مزاج تھے۔ اس غیبت پر انہیں گرانی تھی کہ اچانک ایک روز مولانا مرتضیٰ صاحب نے حاضری دی اور مبارکباد پیش کرنے کا ایک نیا عنوان اختیار کیا۔ بولے ''کہ شمس العلماء کا خطاب کہاں ہے؟'' کہ میں اسے مبارکباد دوں! چونکہ حافظ صاحب نے اسکو قبول فرما کر اسے عزت بخشی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ڈاکٹریٹ کی رسوائے عام سرافگندگی کے بعد یہ کھلی سربلندی ہے کہ آپکے والد ماجد نے اسے قبول فرمایا۔ اس سے موصوف کے اختصاص میں کوئی اضافہ نہیں ہوا بلکہ اس اعزاز کا اعزاز ہے کہ ایک مستند و ثقہ ربانی وحقانی عالم نے اسے قبول کرلیا۔ فللہ الحمد

والامر الثانی خان غازی کابلی کا دنیا کو خان بنانے کا منصوبہ: محترم خان غازی کابلی کے ارشادات ونگارشات پر کیا عرض کروں دنیا کو خان بنانے کا منصوبہ بند کام جو موصوف نے شروع کیا ہے اس پر یہی عرض کیا جاسکتا ہے۔ ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا ہے زمانہ میں تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

اگر دارالعلوم میں (۱) باب الظاہر کی موجودگی دارالعلوم کی پٹھانیت کی علامت ہے تو پھر خوانین کے جہاں جہاں قدم پہنچے وہ صرف ان کا مفتوحہ علاقہ نہیں بلکہ خان غازی کی چابکدستیوں کے نتیجہ میں نسلی پٹھان ہی بن گیا۔ اس بنائے فاسد علی الفاسد پر اب عرض ومعروض کی گنجائش ہی کیا رہی۔ ذرا سوچئے تو حضرت شاہ صاحب کے افغان ہونے کی دلیل خان کے زنبیل علم میں ان کا پشتو جاننا ہے حالانکہ پشتو جاننا بجائے خود تحقیق طلب ہے' لیکن پنجابی تو مرحوم یقیناً جانتے تھے۔ اسلئے انہیں پنجابی بنانے میں خان غازی کو کوئی دشواری پیش نہیں آئیگی اور چونکہ ان کا اکثر کلام منثور یا منظوم فارسی میں ہے اسلئے انہیں ایرانی کہنے میں کیا مضائقہ؟ اور عربی تقریر وتحریر میں تو شاہ صاحب طاق تھے اس لئے وہ حجازی بھی ٹھہرے۔ مولانا اسعد میاں گجراتی طلاقت سے بول لیتے ہیں تو کیوں نہ انہیں گجراتی بنادیا جائے اور وہ بنگالی خوب بول لیتے ہیں اسلئے جھٹکا دے کر انہیں بنگلہ دیشی تو ضرور قرار دیا جاسکتا ہے' وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ شاہ صاحب مرحوم کے آباؤ اجداد کا افغان سے کوئی علاقہ ہی نہیں ان کے بزرگ بغداد سے اٹھے' ملتان میں اترے' لاہور سے گزرے اور کشمیر کے ہمیشہ کے لئے باشندہ ہوگئے۔ گویا کہ ''پیرے بود پسرے داشت گم کرد۔ بازیافت'' اتنی مختصر داستان کو خان کھینچ تان کر قصہ یوسف وزلیخا' بنانا چاہتے ہیں۔ میں نے یہ کب تسلیم کیا تھا کہ شاہ صاحب وادی نیلاب سے اٹھ کر لولاب پہنچے' خان کی بنیادوں کی طرح معلوم ہوتا ہے ان کا استنباط بھی طبع زاد ہی رہتا ہے۔ کشمیر میں انکے مورث اعلیٰ شاہ مسعود نروری کا مزار مرجع خاص وعام ہے بلکہ آغوش میں نامور اولاد بھی سوتی ہے کیا ایک نام کی متعدد شخصیتیں نہیں ہوسکتیں؟ تو پھر

(۱) دارالعلوم کا ایک احاطہ باب الظاہر جو افغانستان کے بادشاہ ظاہر شاہ سے منسوب تھا۔ مہتمم دارالعلوم قاری محمد طیب قاسمیؒ کے سفر افغانستان اور ظاہر شاہ مرحوم سے ملاقات کے نتیجہ میں عطیہ شاہی سے اسکی تعمیر ہوئی تفصیلات قاری محمد طیب مرحوم کے سفرنامہ کابل میں ہیں۔ حضرت والد ماجد قدس سرہٗ اسی باب الظاہر میں زمانہ تدریس کے دوران مقیم رہے۔ (س)

افغانی بابا مسعود کو ''شیخ مسعود حزوری'' بنانے کی کیا معقول وجہ ہے؟ اس پر کچھ شاخیں وسلیلے تحریر فرما کر خاکسار سے تعین وتشخص کا مطالبہ اور بھی حیرت انگیز ہے۔ صرف مفتی عتیق الرحمٰن صاحب کے مقالہ میں کشمیری کی تصریح نہ ہونے یا لوحِ مزار پر اس نسبت کے ترک کو ایک تاریخی انکشاف بنانا خان کا پٹھانی قلم ہی کرسکتا ہے۔ ریاست کشمیر اگر صرف اس وجہ سے افغان علاقہ ہے کہ وہاں کبھی ان کا تسلط رہا تو پھر پورے ہندوستان کو انگریزی علاقہ کیوں نہ قرار دیجئے۔ جبکہ یہاں ربع صدی پہلے یونین جیک طمطراق سے لہراتا رہا۔ خان والاشان کی محیر العقول نگارش سے بہرحال بلکہ ایک تجربہ تو ضرور ہوا کہ خوانین ''دل پھینک'' ہونے میں بڑے تیز رفتار واقع ہوئے ہیں۔ راقم الحروف کو پچاس سالہ میں معشوق ہی بنا ڈالا حالانکہ احقر اب سبزہ آغاز تو کیا ہوتا غالیچہء رخسار سفید پھونس ہے۔ بے ریش و بروت ہونے کے نامسعود عہد میں بھی یہ سرٹیفکیٹ بحمد للہ نہیں ملا تھا۔ بہرحال موجودہ اپنی ارزانی نرخ کے دور میں خانؔ نے جو نرخ بالا کن کا فیصلہ فرمایا اس پر دلی شکریہ پیش کرتا ہوں۔ والاشان خان کو میری گزارشات گالیاں نظر آئیں اس پر صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں۔ ع میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

اپنے والد محترم سے نیازمندانہ سلام عرض کردیجئے خدا کرے آپ بعافیت ہوں!

فقط والسلام مع الاکرام انظر شاہ ۔ خادم التدریس بدار العلوم دیوبند

۲۱ر محرم ۱۴۰۴ھ برادر مکرم ومحترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب اشکر اللہ مساعیکم۔ تحیۃ مسنونہ۔ سال گزشتہ پاکستان حاضری کے موقع پر آپ سے نیاز حاصل نہ ہونے کا قلق برابر محسوس کرتا رہا۔ معلوم ہوا تھا کہ آپ حرمین شریفین تشریف لے گئے ہیں اور واپسی بھی میری موجودگی میں اسوقت ہوئی جب میں مراجعت وطن کیلئے پابرکاب تھا۔ ''اکوڑہ خٹک حاضری دی تھی'' اور حضرت المحترم شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب ادام اللہ ظلہ سے شرف نیاز حاصل ہوا' آپکی درسگاہ کی زیارت کی سعادت بھی نصیب ہوئی' مزید حضرت مدظلہ کے خوانِ کرم سے زُلّہ ربائی نصیب ظلوم وجہول تھی۔ اپنے بزرگوں میں سے کسی اہم شخصیت کا یہ مقولہ کانوں میں پڑا ہوا ہے کہ ''صاحبزادے بڑی مشکل سے کسی کے معتقد ہوا کرتے ہیں'' اور حضرت مرزا مظہر جانجاںؒ کا یہ ارشاد تو ان کے مکتوبات میں نظر سے گزرا کہ '' نازک مزاجی لازم صاحبزادگیت''

<u>شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے بارے میں تاثرات ومشاہدات:</u> لیکن کسی مبالغہ اور توریہ کے بغیر عرض کرتا ہوں کہ آپ کے والد ماجد مدظلہ سے پورے پاکستان میں ایک گہرا تاثر لیا' معصومیت' سادگی' عالمانہ شان' فقیرانہ جلال' شکوہ دین' آثار بے سروسامانی' جسمِ زیبا پر ہر ایک اپنی مناسب جگہ پر موجود ہے' دولت کدہ کے اس حصہ میں دسترخوان بچھایا جس کی قدامت وکہنگی صدیوں قبل کے علماء ربانی کی یاد تازہ کرتے تھے۔ بصورت نقد تبرک بھی عنایت فرمایا۔

جس کے لینے پر یہ حقیر متامل ہوا تو یہ جملہ بھی زبان مبارک پر آکر سامعہ میں رس گھولتا تھا۔ ''چلو بس ہو چکا'' تازہ الحق کے شمارے میں یہ پڑھکر دل دھک سے ہو گیا کہ حضرت تشویش ناک علالت میں مبتلا ہو کر داخل ہسپتال ہیں۔ خدا تعالیٰ مدظلہ کو عاجلہ وکاملہ و مستمرہ صحت عطا فرمائے۔ کہ قحط الرجال کی سیاہ چادر کائنات پر پھیلتی جارہی ہے اور پاکستان تو آثار کہنہ سے آئے دن خالی ہوا جاتا ہے۔ ان احوال پر حضرت مدظلہ کا وجود اقدس مغتنمات روزگار ہیں۔ میری جانب سے حقیر سلام پیش فرما کر مزاج پرسی فرمائیں۔ اور عرض کردیں کہ دور افتادہ مصروف دعا صحت ہے۔ واللہ سمیع علیم فانه مجیب الدعوات

قاری طیبؒ کے بارے میں الحق کے خصوصی شمارہ کی تجویز: الحق برابر پہونچتا ہے جس کیلئے شکرگزار ہوں حضرت مہتمم صاحبؒ کا آپ کے مجلّہ پر بہت حق ہے۔ اسکی ادائیگی ابھی نہیں ہوسکی کاش کہ مرحومؒ کے شایان شان آپ کوئی نمبر نکالتے۔ مرحوم اس دور میں ''دیوبندیت'' کی علامت تھے۔ زندگی کے آخری مراحل پر صبر' سکوت' استغناء کے ناقابل شکست مظاہرے فرما کر اسلاف کی مجسم تصویر اور ہماری تابناک ماضی کی متحرک یادگار بن گئے تھے۔ ویسے مجھے یقین یہ ہے کہ زمانہ جوں جوں قدم آگے بڑھائے گا۔ غلط فہمیوں کے پردے چاک ہونگے اور محسوس ہوگا کہ حلقۂ دیوبند نے جو از شرق تا غرب پھیلا ہوا ہے گویا ہر شب چراغ کھودیا ہے۔ وہ اپنی صورت اور سیرت' مکارمِ اخلاق' بلند وبالا شخصیت کے اعتبار سے دیوبند جیسے عظیم مکتبہ فکر کے سجے سجائے مدیر تھے اور انہیں اس مکتبہ فکر کی ترجمانی کیلئے خدا تعالیٰ نے منتخب فرمایا تھا۔ فرحمه الله رحمة واسعة۔ خدا کرے کہ مزاج سامی بعافیت ہوں۔

والسلام : انظر شاہ کشمیری دیوبند

فروری ۱۹۸۷ء **الحق کے مضامین مرغوب خاطر اور غذائے روحانی:** بلاشبہ کذب بیانی وآمیزشِ مبالغہ عرض ہے کہ الحق کے مندرجات (۱)، گراں قدر مقالات، بلند پایہ مضامین، ڈھلی ڈھلائی نگارش، مرغوب خاطر اور غذائے روحانی ہے۔ پھر یہی نہیں کہ میں اک اک سطر سے استفادہ کرتا ہوں۔ مستفیدین کا ایک غول ہے جن میں یہ صحیفہ یکے بعد دیگرے گھومتا ہے اور کبھی کسی ظالم کو اتنا پسند ہوتا ہے کہ وہ اس کے سرقہ کو بھی جائز سمجھتا ہے۔ میں بھی مجبوراً فاقطعوا ایدیھما کے حکم پر عمل نہیں کرتا۔

مولانا عبیداللہ سندھی کی مجذوبیت: ایک بار مجاہدِ اعظم مولانا عبیداللہ سندھی المغفور ہمارے ہی غریب خانہ پر اس شان سے وارد ہوئے کہ گریبان چاک، سر اقدس کلاہ وفضیلت سے بے نیاز اور قدم سیاست کی پرخار وادی کو خون

---

(۱) ایک صاحب علم وفضل سے الحق کو یہ خراج تحسین ناچیز کیلئے بڑا اعزاز ہے۔ (س)

سے لالہ زار بنانے کیلئے برہنہ، میری والدۂ مرحومہ نے والد مرحوم حضرت علامہ کشمیریؒ سے مجذوب سندھی کی بلند پایہ کلمات میں تعریف سنی تھی۔ جب اندرون خانہ اس حالِ زار کی اطلاع پائی تو فوراً بازار سے سندھی مرحوم کیلئے قیمتی جوتا مہیا کرایا۔ مولانا مرحوم ہمارے ہاں سے اٹھ کر قریبی مسجد میں نماز کیلئے تشریف لے گئے تو کسی ستمگر نے یہ نیا جوتا صاف کردیا اور لطف یہ کہ مرحوم کے سامنے ہی جب برہنہ پا پھر ہمارے یہاں تشریف فرما ہوئے تو باآدب استفسار کیا گیا کہ حضرت جوتا؟ جواباً ارشاد فرمایا کہ بھائی ایک صاحب نے اٹھالیا۔ کیا آپکے سامنے؟ جی ہاں! غالباً وہ مجھ سے زیادہ ضرورت مند تھا۔ میں بھی الحق کے سارقین کے بارے میں یہی سوچ لیتا ہوں۔ پاکستان سے بے پناہ جرائد ورسائل نکل رہے ہیں۔ بلکہ سنا ہے کہ "میرپور" کشمیر سے کوئی رسالہ بیادگار والد مرحوم بھی، مگر مجھ کندۂ ناتراش کو کون یاد رکھتا ہے۔ آپکے شمارہ سے حضرت المحترم سید الافاضل حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کی مجلس میں، ماہ بماہ روحانی حاضری کی سعادت نصیب ہوجاتی ہے تو کیا آپ اس سعادت سے مجھے محروم کرینگے؟ حضرت اقدس سے نیازمندانہ سلام عرض کردیجئے۔ اور اگر بارِ خاطر نہ ہو تو پورے حلقۂ احباب سے، خدا کرے کہ مزاج سامی بعافیت ہوں۔

انظر شاہ ابن انور شاہ کشمیری دیوبند

---

۲۵ رمحرم الحرام ۱۴۰۹ھ ۱۸ رستمبر ۱۹۸۸ء برادر محترم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ۔ تحیۃ مسنونہ!

حضرت شیخ الحدیثؒ کی تعزیت: کل گزشتہ "پاکستان ریڈیو" نے آپ کے والد ماجد نور اللہ مرقدہٗ کے سانحہ رحلت کی المناک خبر دے کر علمی حلقہ کو ایک گہرے صدمہ میں ہمیشہ کے لئے مبتلا کردیا۔ آپ کے ملک کے "مرحوم صدر صاحب" (صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق) کے بعد یہ دوسرا اور دردانگیز سانحہ ہے، جس کا الم وکرب، علم ودانش، دین ودیانت، ثقاہت ورزانت سے تعلق رکھنے والے بشدت محسوس کرتے رہیں گے۔ وہ صرف آپ کے باپ نہیں تھے بلکہ جماعت علماء کے روحانی باپ تھے بلکہ برصغیر کے دانشور اور ارباب علم ان کے ظلِ شفقت سے محروم ہوگئے۔

رحلت سے دیوبندیت کی بنیاد ہل گئی: "پاکستان" میں "دیوبندیت" کی بنیاد ہل گئی، اسلاف کا نمونہ منظر عام سے ہٹ گیا، قدیم بزرگوں کی تصویر غائب ازنظر ہوئی، زہد واتقاء، توکل واستغناء کی کائنات آبدار وتابدار گوہر سے محروم ہوگئی۔ خداتعالیٰ قلوب کو اس عظیم صدمہ کو برداشت کرنے کی قوت عطا فرمائے۔ صرف ایک بار کی زیارت کے خوشگوار اثرات اب تک دل ودماغ کی لوح پر مرتسم ہیں۔ مرحوم کو دیکھ کر بزرگوں کی یاد تازہ ہوتی۔ انکی مجلس میں روح سکون محسوس کرتی، قحط الرجال کے دور میں ان کا وجود تاریکیوں میں منارۂ نور تھا۔ فرحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ آج صبح دارالعلوم (وقف) میں جلسہ تعزیت اور ایصالِ ثواب کی مجلس ہوئی اور ظہر کے بعد بھی مرحوم کیلئے دعاء ترقی درجات آخرت کا اہتمام ہوگا۔ سب متعلقین کو مسنون تعزیت پہنچا کر ممنون فرمائیں۔ خدا کرے کہ آپ بعافیت ہوں۔

والسلام انظر شاہ مسعودی